مدینۃ المسیح

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب کی وفات کی خبر گذشتہ پرچہ میں دیجا چکی ہے۔ ۲۵ راگست ۹ بجے کے قریب ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اور ایک بڑے مجمع کے ساتھ مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور نعش مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی۔ انجمن کے دفاتر ۲۵ راگست اس حادثہ کی وجہ سے بند کر دیئے گئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ خاص کے لئے جو تحریک فرمائی ہے۔ اس کے متعلق لوکل جماعت میں خاص جوش نظر آرہا ہے۔ ایک صاحب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کاٹھ گڑھی نے جو کہ موصی ہیں۔ اور اپنی آمد کا ۱/۳ حصہ سال حال کا پیشگی داخل کر چکے ہیں۔ چندہ خاص اور چندہ جلسہ کی رقم تحریک کی صرف اطلاع پاکر یکمشت داخل کر دی ؛

چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک

گذشتہ پرچہ میں احباب کی نظر سے وُہ تحریک گذر چکی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق فرمائی ہے۔ چونکہ اکثر احمدی جماعتوں نے اپنا سہ ماہی بجٹ پُورا نہیں کیا۔ اس لئے حضور نے مجلس مشاورت کے مشورہ کو ملحوظ رکھتے ہُوئے چندہ خاص کی تحریک فرمائی ہے مگر اس میں چندہ جلسہ سالانہ کو بھی شامل کر لینے کے باوجود مجلس شورٰی کی کم سے کم تعداد سے بھی نصف چندہ خاص کا اس وقت اعلان کیا ہے۔ اور یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جماعت کے احباب سے ستمبر اور اکتوبر میں اٹھارہ فیصدی چندہ وصول کیا جائے جس میں چندہ ماہواری۔ چندہ جلسہ سالانہ اور چندہ خاص سب شامل ہونگے ؛

اس لحاظ سے چندہ خاص صرف ساڑھے آٹھ فیصدی رکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ چندہ کم از کم ۲۵ فیصدی وصول کیا جاتا تھا ؛

پس ہر ایک جماعت اور ہر احمدی کو چاہیئے۔ کہ اس سہولت اور آسانی سے فائدہ اٹھاتے ہُوئے ستمبر اور اکتوبر میں پُورے

اہتمام کے ساتھ یہ چندہ ادا کر دے۔ اس میں قطعاً کوتاہی نہ ہو دسویں حصّہ کی وصیت ادا کرنے والوں کے ذمے صرف ایک فیصدی چندہ خاص لگایا گیا ہے۔ اور ساڑھے سات فیصدی جلسہ سالانہ کا چندہ۔ لیکن دسویں حصّہ سے زیادہ کی وصیت ادا کرنے والوں کو چندہ خاص سے بالکل مستثنےٰ کر دیا گیا ہے۔ وہ صرف ماہ ستمبر اور اکتوبر میں جلسہ سالانہ کا چندہ ساڑھے سات فیصدی ادا کر دیں۔ سہ ماہی بجٹ پُورا کرنے والی جماعتیں جن کے نام شائع ہو چکے ہیں۔ چندہ خاص سے مستثنےٰ کر دی گئی ہیں ؛

اس قدر قلیل چندہ خاص کی تحریک حضورؑ نے اس لئے کی ہے۔ کہ وُہ جماعتیں جنہوں نے اپنے بجٹ پورے نہیں کئے وہ جلد سے جلد بجٹ پورا کریں۔ اگر اب بھی بعض جماعتوں نے سُستی اور کوتاہی کی۔ تو حضور بقیہ چندۂ خاص کا اعلان فروری میں کر دیں گے۔ اور یہ چندہ خاص ان جماعتوں سے وصول کیا جائے گا۔ جو اپنے نوماہی بجٹ کو پُورا کرنے میں کوتاہی کریں گی ؛

حضورؑ نے چندہ کی وصُولی کے لئے جماعتوں کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ علاوہ معمولی کارکنوں کے سب جماعتیں خاص کارکن اس غرض کے لئے مقرر کریں۔ کہ یہ چندہ پورے کا پُورا ستمبر اور اکتوبر میں وصول ہو جائے۔ اور کوئی بقایا نہ رہے ؛

احباب کو اس کی فوری تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور جن اصحاب کو اس کام پر مقرر کیا جائے۔ انہیں اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی پُوری سرگرمی اور تندہی سے کام کرنا چاہیئے ؛

اگر حضور کے ارشاد کے مطابق جماعت ستمبر اور اکتوبر دو ماہ میں پورا زور لگا کر مقررہ چندہ وصُول کرے۔ اور اس کا کوئی تھوڑے سے تھوڑا حصّہ بھی بقایا نہ رہنے دے۔ تو نہ صرف سلسلہ کا بار جو روز بروز بڑھ رہا ہے۔ دُور ہو سکتا ہے بلکہ آئندہ کے لئے کاروبار بھی آسانی اور عمدگی کے ساتھ چل سکتا ہے۔ احباب کرام کو اپنے ہادی اور امام کی اس تحریک پر اسی طرح لبیک کہنا چاہیئے۔ جس طرح پہلی تحریکوں پر کہتے رہے ہیں ؛

تاریخ وفات

از جناب قاضی اکمل صاحب

مالکِ حیات و موت کا ہے تو ہی اے خدا
یہ سانحہ عظیم ہے یہ حادثہ شدید
چوبیسویں اگست کی سن تیس عیسوی ۱۹۳۰
راضی ہیں ہم اسی میں کہ جس میں تری رضا
جو آج وقتِ عصر یہاں رونما ہُوا
اک فاضلِ یگانہ صد افسوس چل بسا

سالِ وفات: اکملِ محزوں نے فی البدیہہ
"قاضی امیر حسین جُدا ہو گئے" لکھا
۱۳۴۹ھ

ہندوستان میں تبلیغ احمدیت

رپورٹ نظارت دعوت و تبلیغ

(یکم لغایت ۱۵/ اگست ۱۹۳۰ء)

میلاد النبیؐ اور احمدی لیکچرار

میلاد النبیؐ کی تقریب پر اگرچہ متعدد مقامات سے ہمارے پاس غیر احمدیوں کی طرف سے احمدی لیکچرار بھیجنے کے لئے درخواستیں آئیں۔ لیکن بوجوہ ہم کئی مقامات کے لئے کوئی انتظام کرنے سے معذور رہے۔ صرف لیہ ضلع مظفر گڑھ اور کانپور کے جلسوں میں ہمارے لیکچرار شامل ہُوئے ؛ (۱) مسلمانانِ لیہ کی درخواست پر شیخ مشتاق حسین صاحب آف گوجرانوالہ کو تقریر کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ اور موصُولہ رپورٹ سے معلُوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے نہایت خوش اسلوبی و خوش بیانی سے تقریر کی جسے حاضرین نے توجہ اور دلچسپی سے سُنا۔ اس کے بعد سول نافرمانی کے خلاف ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ (۲) کانپور میں مولوی غلام احمد صاحب بھیجے گئے۔ جنہوں نے کامیابی سے تقریریں کیں ؛

احمدی افراد اور جماعتوں کی تبلیغی جدّوجہد

(۱) منٹگمری :۔ ماہ جولائی میں جماعت نے غیر احمدیوں اور غیر مبائعین میں تبلیغ کے لئے اچھی توجہ کی۔ کانگریس کی سرگرمیوں کے خلاف بھی خوب کام کیا۔ ایک اشتہار کانگریس کے خلاف چھپوا کر علاقہ میں اس کی اشاعت کی ؛ (۲) سرگودہا :۔ اخبارات وکتب سلسلہ مطالعہ کے لئے لوگوں کو دی گئیں۔ انفرادی ملاقاتوں سے تبلیغ سلسلہ کی گئی ؛ (۳) سکھر :۔ انفرادی تبلیغ کے علاوہ غیر احمدی علماء سے مختلف متنازعہ فیہ مسائل پر مباحثات ہُوئے۔ ایک جلسہ میں آریوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ لیکن آریہ اصحاب باوجُود وعدہ کے جلسہ میں نہ آئے۔ کیونکہ پہلے جلسوں میں تبادلہ خیالات میں کافی زک اٹھا چکے تھے۔ علاقہ سندھ کے موجُودہ مصائب کو مدنظر رکھتے ہُوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انذاری پیشگوئیوں کے الفاظ انجمن کے بورڈ پر لکھ کر لگائے گئے۔ جو لوگوں کی توجہ کو جذب کر رہے ہیں ؛ (۴) سکندر آباد :۔ ۔۔۔ روپیہ کا لٹریچر فروخت ہُوا۔ مفت لٹریچر بھی درخواست کنندوں کو کافی مقدار میں بھیجا گیا۔ دو اصحاب داخل سلسلہ ہُوئے۔ جن میں سے ایک برمی ہیں ؛ (۵) سونگھڑہ اور اُس کے نواح میں میر مبارک علی صاحب عطر فروش خوب تندہی سے کام کر رہے ہیں سفر میں سلسلہ کی کوئی نہ کوئی کتاب اپنے ساتھ رکھتے۔ اور لوگوں کو سناتے ہیں۔ حال کے سفر میں آپ نے چار پانچ دیہات کے معززین اور صاحبِ اثر لوگوں تک پیغام مسیح پہنچانے کا شرف حاصل کیا ؛ (۶) کٹک اور اس کے مضافات میں مولوی محمدؐ حنیف صاحب نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ ۲۲۔ مئی سے ۲۔ جولائی تک آپ نے علاقہ اڑیسہ کے ۷۰ مقامات کا سائیکل پر دورہ کیا ہے۔ ۱۱۳۰ قطعہ اشتہارات تبلیغ سلسلہ کے متعلق تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاتھوں میں پہونچائے۔ مسلمان حکام سے ملاقاتیں کیں۔ سونگھڑہ میں تین دن غیر احمدیوں سے سرگرم مناظرہ جاری رہا ؛ (۷) رینالہ اسٹیٹ ضلع منٹگمری :۔ جماعت نے اچھوت اقوام میں تندہی سے کام کیا ہے۔ ۵۔ عیسائی اور تین سانسی مشرف باسلام ہوئے ہیں (۸) پٹیالہ۔ (۹) کوٹلی ریاست جموں۔ (۱۰) بڈھا کوٹ (سندھ) (۱۱) مگھیانہ کی احمدیہ جماعتیں بھی اپنی بساط کے موافق اپنے اپنے رنگ میں تبلیغ کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور سلسلہ کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ توفیق اور موقعہ بخشے ؛

شکوہ

متعدد اعلانات کے بعد جن جماعتوں نے تبلیغی سکرٹریوں کا نیا انتخاب کیا ہے۔ اُن میں سے بھی اکثر جماعتوں کی تبلیغی جدّوجہد کی مطلق رپورٹ نہیں آتی۔ میں نے پہلے بھی واضح طور پر اعلان کر دیا تھا۔ کہ تبلیغی سکرٹری ایسے مستعد احباب مقرر کئے جائیں جو اپنی جماعت پر اثر رکھتے ہوں۔ جماعت کے ہر فرد سے تبلیغ کا کام لے سکتے ہوں۔ اور دفتر دعوت و تبلیغ کو باقاعدگی کے ساتھ ماہوار رپورٹ بھیج سکتے ہوں۔ پس اگر اب رپورٹیں نہ آنے کی وجہ صرف یہ ہو۔ کہ تبلیغی سکرٹری سستی کر رہے ہیں تو ایسے اصحاب کو فوراً اس عہدہ سے معزول کر کے مستعد اصحاب کو اس کام پر مقرر کیا جائے۔ اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو اُس کا بھی فوراً انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ ماہوار پہنچتی رہیں۔ اور مجھے اس بارہ میں پھر شکایت کا موقعہ نہ ہو ؛

قیدیوں میں تبلیغ کا موقعہ

صُوبہ بہار کی ایک جیل لائبریری کے لئے سلسلہ کا لٹریچر درکار ہے سیاسی اور اخلاقی قیدی اس لٹریچر سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ دفتر دعوۃ و تبلیغ کے بجٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ کہ کتب خرید کر وہاں بھیجنے کا انتظام کرے۔ تبلیغ کے لئے یہ زرین موقعہ ہے۔ کیونکہ سیاسی قیدیوں کے لئے جیلوں میں سوائے کتب بینی و مطالعہ کے اور کوئی شغل عموماً نہیں ہوتا۔ اس لئے جو اصحاب سلسلہ احمدیہ کا اُردو انگریزی لٹریچر مفت دے سکیں۔ وُہ ضرور دفتر دعوۃ و تبلیغ میں ارسال فرمائیں۔ صاحب استطاعت اصحاب نقدی بھی بھیج سکتے ہیں تاکہ کتب خرید کر بھیجی جائیں۔ اگر لٹریچر [illegible] ؛ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۲۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

مُسلمانوں کی کثرتِ آبادی کے علاقوں میں ہندوؤں کی چیرہ دستیاں

ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مُسلمانوں کی آبادی ہندوؤں کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ وہاں ہندو اپنے پیہم مظالم اور دراز دستیوں میں کامیاب ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ انہیں ایسے مقامات میں مسلمانوں پر پُورا پُورا قبضہ اور تصرف حاصل ہو چکا ہے۔ اب اس طرف سے فارغ ہو کر انہوں نے اور آگے قدم بڑھایا ہے۔ اور اُس وقت بڑھایا ہے۔ جبکہ ملکی قانون کی خلاف ورزی اور "کامل آزادی" کے جوش نے انہیں ہندوستان کی دیگر اقوام اور خصوصاً مسلمانوں کو نذر تغافل کر دینے پر آمادہ کر رکھا ہے۔ یعنی انہوں نے اب ان علاقوں کے مسلمانوں کو تختۂ مشق بنانا شروع کر دیا ہے۔ جہاں آبادی کے لحاظ سے تو بے شک مسلمانوں کی کثرت ہے۔ لیکن دولت و رسوخ اور سرکاری ملازمتوں اور انتظامی محکموں میں ان کی کمی ہے۔ اور وُہ ہندوؤں کے مقابلہ میں بالکل عاجز اور درماندہ ہیں۔ چنانچہ گذشتہ تھوڑے ہی دنوں میں ڈھاکہ اور سکھر میں جو فسادات رونما ہُوئے۔ ان سے ہندوؤں کی اسی ذہنیت کا ثبوت ملتا ہے

فسادات ڈھاکہ اور مُسلمان

فسادات ڈھاکہ میں ہر طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور اب تک مقاطع کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کی طرف سے ہندوستان کے طول و عرض میں یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ مسلمان ظالم اور ہندو مظلوم ہیں۔ اسی پردہ میں بیرونی ہندوؤں نے نہ صرف ڈھاکہ کے ہندوؤں کے ساتھ زبانی ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت پیدا کرنے کے لئے بیانات شائع کئے۔ بلکہ مختلف مقامات میں امدادی کمیٹیاں بن گئیں۔ جنہوں نے مالی طور پر بھی ڈھاکہ کے ہندوؤں کی بہت کچھ مدد کی۔ علاوہ ازیں ہندو اخبارات نے ایک طرف تو فسادات کا سارا الزام مسلمانوں پر لگانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کی مظلومیت چیخ چیخ کر بیان کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں مثال کے طور پر صرف ایک ہندو اخبار "پرتاپ" کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے اپنے ۱۲ اگست کے پرچہ میں لکھا:-

"مشرقی بنگال میں مُسلمانوں کا زور ہے۔ اور ہندو کمزور ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر ہندو ہی زیادہ ہلاک ہُوئے۔ ہندو ہی زیادہ مجروح ہُوئے۔ اور ہندو ہی زیادہ لوٹے گئے"

مُسلمانوں کے زور اور ہندوؤں کی کمزوری کا ثبوت

حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ مسلمانوں کے زور اور ہندوؤں کی کمزوری کا پتہ اس سرکاری بیان سے لگ سکتا ہے۔ جو بنگال کونسل میں ہوم ممبر نے دیا۔ اور جس میں بتایا۔ کہ "فسادات ڈھاکہ میں چھ ہندو اور آٹھ مسلمان مارے گئے" (ملاپ ۱۲ اگست)

مُسلمانوں کا ہندوؤں کی نسبت تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود جانوں کا زیادہ نقصان اٹھانا ثبوت ہے اس بات کا کہ جبر اور تشدد ہندوؤں کی طرف سے زیادہ ہُوا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف خاص منصوبہ اور سازش کر رکھی تھی۔ اور پوری تیاری کے بعد بے خبر اور نہتے مسلمانوں پر حملہ آور ہُوتے۔ ورنہ سوائے اس کے مسلمانوں کے زیادہ مارے جانے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اور وُہ بھی اس صُورت میں جبکہ مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں۔ اور ہندوان کے مقابلہ میں بقول "پرتاپ" کمزور ہوں۔

مُسلمانوں کی گرفتاریاں

باوجود اس کے فسادات کا سارا الزام مسلمانوں پر عائد کیا گیا تاکہ ہدفِ مصائب بننے کے باوجود بدنام ہونے کے علاوہ قانونی گرفت میں بھی زیادہ مسلمان ہی آئیں۔ اور اس طرح بھی زیادہ تر وُہی پیسے جائیں۔ چنانچہ ہندوؤں کی یہ آرزو بھی پوری ہو گئی۔ اور بنگال کونسل میں ایک ہندو ممبر کے سوال پر ہوم ممبر نے یہ سُن کر انہیں اطمینان ہو چکا ہوگا کہ "فسادات ڈھاکہ کے سلسلہ میں ۴۸۶ اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ۱۸۳ ہندو اور باقی سب مسلمان ہیں"۔

فسادات میں زیادہ تعداد میں مارے جانے اور دیگر نقصانات اٹھانے کے بعد بہت زیادہ مسلمانوں کا گرفتار ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہندو حسبِ معمول ڈھاکہ میں بھی مسلمانوں کو قانون کی زد میں لے آنے میں کامیاب ہو گئے۔

سکھر کے فسادات

اس کے بعد سکھر کے فسادات کو دیکھئے۔ وہاں کے متعلق بھی ہندو اخبارات اور ہندو خبر رساں ایجنسیوں نے یہی بیان کیا کہ ہندوؤں پر ناقابلِ بیان مظالم توڑے گئے۔ چنانچہ آغاز فساد کے وقت ایسوسی ایٹڈ پریس نے جہاں فساد کی ساری ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی۔ وہاں یہ بھی بیان کیا۔ کہ:-

"پتھروں اور لوہے کی لاٹھیوں کا کھلے بندوں استعمال کیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہندوؤں کو سخت نقصان پہنچا"۔

اسی طرح ہندو اخبارات نے لکھا:-

"سکھر سے ہندوؤں کے قتل کے نہایت رُوح فرسا حالات آ رہے ہیں۔ اول تو ہندو جسمانی طور پر کمزور دُوسرے تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں سے بہت کم۔ ترلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ وُہ قتل کئے جا رہے ہیں۔ اور کوئی انہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا۔ (پرتاپ ۱۲ اگست)

سکھر میں ہندو مُسلمان مقتولین

اس رنگ میں فسادات کا ذکر کرتے ہُوئے ہندو اخبارات نے ہندو زخمیوں اور مُردوں کی جو تعداد شائع کی۔ وُہ حسب ترتیب ۱۲۵۔ اور ۲۵۔ ہے۔ (ملاپ ۱۴ اگست)

اس کے مقابلہ میں مُسلمان مقتولین کا کم از کم اندازہ جو خان بہادر محمد ایوب خان صاحب نے شائع کیا۔ وہ ایک سو کے قریب ہے۔ اس سے مجروحین کی تعداد کا بھی پتہ لگ سکتا ہے اس کی تصدیق سیٹھ حاجی عبداللہ ہارُون صاحب ایم۔ ایل۔ اے کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں معززین متفقہ طور پر لکھتے ہیں۔ کہ دریائے سندھ میں ہندوؤں نے متعدد مسلمانوں کی لاشیں پھینک دیں۔

سکھر میں مُسلمانوں کی گرفتاریاں

باوجود اس کے جب گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ تو مسلمان زیادہ تعداد میں گرفتار کئے گئے۔ چنانچہ فسادات سکھر کے متعلق کمشنر سندھ کی جو رپورٹ شائع ہُوئی ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ "۱۶ اگست کی شب تک ایک سو پچاس اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمان ہیں"۔

گرفتاریوں کے بعد جو نتیجہ ہوگا۔ اس کے متعلق مسلمان ابھی سے لرزہ براندام ہیں۔ چنانچہ سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ایسے ذمہ دار شخص کو لکھنا پڑا ہے۔ کہ:-

"مسلمانوں کو اس امر کا اندیشہ ہے۔ کہ مجسٹریٹوں میں فرقہ وار سپرٹ کی وجہ سے انصاف نہیں ہو سکے گا"

اور انہوں نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ

"مقدمات کی سماعت کے لئے جو مجسٹریٹ مقرر کیا جائے وُہ نہ ہندو ہو۔ نہ مسلمان۔ بلکہ ایک تیسری قوم کا ہو۔ اور علیٰ ہذا سرکاری وکیل کے متعلق بھی میری یہی رائے ہے"

اس سے جہاں ہندو مسلمانوں کے عام اعتماد کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان فسادات کے ان نتائج سے کس قدر خوف زدہ ہیں۔ جو عدالتوں میں نکلنے والے ہیں:

یہ ان مقامات میں مسلمانوں کے مصائب و آلام کا تذکرہ ہے۔ جہاں ان کی تعداد ہندوؤں کی نسبت زیادہ ہے۔ اور ان دنوں میں یہ حالت ہے۔ جبکہ ہندو کامل آزادی کے حصول کے لئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے بہت کچھ اپنے اندرونی ارادوں اور منصوبوں پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں:

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

ایسی صورت میں مسلمانوں کو جہاں ان مقامات کے مسلمانوں کی اخلاقی۔ مالی اور قانونی لحاظ سے امداد کرنی چاہیئے۔ جنہیں ہندو مبتلائے مصائب کر چکے ہیں۔ وہاں اپنی تنظیم کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیئے۔ ہندوستان میں مسلمان ہندوؤں سے نہ صرف تعداد میں۔ بلکہ مال و دولت اثر و رسوخ میں بھی بہت کم ہونے کے باوجود اگر الگ تھلگ رہیں گے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزمائی کرتے رہیں گے۔ تو سمجھ لیں ہندوؤں کے لئے ان کا صفایا کرنا کس قدر آسان ہے۔ لیکن اگر مسلمان متحد ہو کر پیش آمدہ مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کریں اور اپنے زندہ رہنے کی جدوجہد میں مصروف ہوں۔ تو پھر امید کی جاسکتی ہے۔ کہ گرداب ہلاکت سے بچ سکیں گے:

کانگریس کی حمایت میں شرمناک پراپیگنڈا

ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب کی کتاب تاریخ ہند جس کے متعلق سب سے اول "جمعیۃ العلماء" کے واحد آرگن "الجمعیۃ" میں "انجمن تحفظ ناموس شریعت" کے ناظم صاحب کی طرف سے ایک طول و طویل مخالفانہ مضمون شائع ہوا۔ اور پھر کانگریسی ہندو مسلمان اخبارات نے مختلف رنگوں میں اس کی اشاعت کی اس کے متعلق ہم نے جو یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ

"بلاشبہ یہ اقتباسات ان لوگوں کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب سے سیاسی اختلاف رکھتے۔ اور پبلک میں ان کی وقعت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی درست ہے۔ کہ وُہ کتاب جو نہ معلوم کتنے عرصہ سے یو۔پی میں انٹرنس کے طلباء کو پڑھائی جا رہی ہے۔ اس کے خلاف اب سیاسی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے آواز اٹھائی گئی ہے"

یہ بالکل درست ثابت ہوُا۔ اور چند ایک معززین کی طرف سے جو تردیدی جواب شائع ہوُا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ یہ محض کانگریسیوں کی چال تھی۔ جس کے لئے کتاب کے اقتباسات میں قابل شرم تحریف کی گئی۔ اور انہیں بالکل غلط پیرایہ میں پیش کیا گیا:

ناظم صاحب انجمن تحفظ حقوق المسلمین نے تو تحریری طور پر یہ عذر پیش کر کے بریت ظاہر کی ہے۔ کہ "چونکہ میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس لئے صحت یا عدم صحت کی ذمہ واری نہیں ہے"

لیکن "الجمعیۃ" تاحال اپنی بات پر اڑا ہوُا ہے۔ اور اس نے ابھی تک ان غلط الزامات کی تردید نہیں کی۔ جو اس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی عزت اور وقعت کم کرنے کے لئے ان پر لگائے گئے تھے معلوم ہوُا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ایسے اخبارات کو قانونی کارروائی کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے:

اس پروپیگنڈا سے جو مذہب کے نام پر مسلمانوں میں پھوٹ پیدا کرنے کے لئے "جمعیۃ العلماء" اور "انجمن تحفظ ناموس شریعت" کی طرف سے بغیر سوچے سمجھے کیا گیا۔ اور محض کانگریس کی حمایت کی خاطر دیانت و امانت کو خیرباد کہکر کیا گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذکورہ بالا مذہبی ادارے کیسی بُری طرح کانگریس کے پنجہ میں گرفتار ہیں۔ اور کانگریس ان مذہبی راہنماؤں سے مسلمانوں کی مٹی پلید کرانے کا کام کیونکر لے رہی ہے۔ کیا اب بھی یہ لوگ اس قابل ہیں۔ کہ مسلمان ان پر کسی قسم کا اعتماد کریں:

اعلیٰ پایہ کے ہندو عورت و مرد میں خوبی

لدھیانہ کی ایک خبر شائع ہو چکی ہے۔ کہ وہاں جنم اشٹمی کے موقعہ پر تمام مندروں کے دروازوں پر اس لئے پکٹنگ لگایا گیا۔ کہ بدیشی کپڑے والے کسی مرد و عورت کو اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اس کی یہاں تک پابندی کرائی گئی۔ کہ لدھیانہ کے سشن جج اور وہاں کے ڈپٹی کمشنر صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو بھی مندر میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ سشن جج کے متعلق تو لکھا ہے۔ کہ وُہ بھی ستیہ گرہ کر کے بیٹھ گئے۔ اور آخر کار مشکل سے انہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب کی دھرم پتنی گھر واپس چلی گئیں۔ اور کھدر کے کپڑے پہن کر آئیں۔ تب مندر میں داخل ہوئیں:

پکٹنگ کرنے والوں نے اپنے اُوپر خود عائد کردہ فرض کی ادائگی میں جو کچھ کیا۔ وُہ بجائے خود مستحق تعریف ہے۔ لیکن جو بات خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ اعلےٰ پایہ کے ہندو مرد و عورت نہ صرف عبادت گاہوں میں عام لوگوں سے زیادہ اپنا درجہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ ملکی اور سیاسی تحریکات کا احترام کرتے ہوئے اپنے ہم مذہبوں کی ہم نوائی سے دریغ نہیں کرتے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں سے ایسے بہت کم لوگ نکلیں گے۔ جو دنیادی لحاظ سے آرام و آسودگی کی زندگی بسر کرتے ہوُئے مذہبی فرائض اور تقریبات میں عوام کے ساتھ شریک ہوں۔ اور پھر ایسے تو بہت ہی کم ہونگے۔ جو کسی سرکاری عہدہ پر ہوتے ہوئے کسی قومی یا مذہبی تحریک میں حصہ لیں:

مسلمانوں کی اقتصادی غلامی

حکومتِ ہند نے وزیر ہند کو ہفتہ مختتمہ ۱۶ اگست کی صُورت حال کے متعلق جو رپورٹ ارسال کی ہے۔ اس میں سندھ کے فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق لکھا ہے:-

"سندھ میں فرقہ وار ہنگاموں کا زور ہے۔ جو دریائے سندھ کے دونوں طرف کے علاقوں میں برابر ہو رہے ہیں صُورت حالات خطرناک ہے۔ دیہاتی آبادی تمام تر اہل اسلام پر مشتمل ہے۔ ماسوائے چند ساہوکاروں کے۔ جن کے مسلمان مقروض ہیں۔ اس فرقہ وار جھگڑے کی وجہ اقتصادی ہے"۔

اسلامی آبادی کے گاؤں کے گاؤں کو چند ساہوکاروں کا اپنے پنجہ میں گرفتار کر رکھنا اتنا بڑا ظلم ہے۔ جو کچھ عرصہ کے لئے تو جاری رہ سکتا ہے۔ لیکن ہمیشہ کے لئے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن قریباً ہر جگہ مسلمان اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اور اس وقت جبکہ ہندوستان پر ایک تیسری قوم حکمران ہے۔ مسلمان عملی طور پر ہندوؤں کی نہایت ذلیل درجہ کی غلامی میں زندگی کے دن گذار رہے ہیں۔ اگر ہندوؤں میں کچھ بھی انصاف کا مادہ ہو۔ تو انہیں چاہیئے کہ انگریزوں سے کامل آزادی طلب کرنے سے قبل اپنی ہمسایہ قوم کو اقتصادی آزادی دیں۔ اور اس کا خون چُوس چُوس کر اسے بے دم کرنے سے باز رہیں۔ لیکن انگریزوں کا ہندوستان کو آزاد کر دینا ممکن ہے۔ مگر ہندو مسلمانوں کو کبھی پنپنے کا موقعہ دیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اس حالت میں سوال یہ ہے کہ حکومت انگریزی جو اہل ہند کی ترقی اور بہبود کے لئے ہندوستان کو اپنے تسلط میں رکھنے کی مدعی ہے۔ کیا اس کا فرض نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کی ان اقتصادی مشکلات کو دُور کرے۔ جن کا باعث ہندو ہیں:

سچے مذہب کے معیار صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں

دنیا میں یوں تو ہزاروں مذاہب پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے ماننے والے یہی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمارا مذہب ہی جملہ مذاہب عالم سے افضل و برتر ہے۔ مگر درحقیقت کسی مذہب کی افضلیت معلوم کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ انسان اس کے بیان کردہ اصول پر ایک نظر ڈالے۔ اور دیکھے۔ کہ اس کے بنیادی ارکان کس حد تک بنی نوع انسان کی نجات کے لئے مفید ہیں۔

آج کل منجملہ دیگر مذاہب کے عیسائیت کے پیرو بھی بڑے زور سے اس امر کے مدعی ہیں۔ کہ نجاتِ حقیقی صرف انہی کے مذہب میں داخل ہونے سے وابستہ ہے چنانچہ ایک ٹریکٹ میں جس کا نام انہوں نے "سچا اسلام" رکھا ہے۔ یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے۔ کہ مذہب کے لئے جس قدر ضروری اور مفید ارکان تجویز کئے جا سکتے ہیں۔ وہ سب کے سب صرف عیسائیت میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام ان تمام سے محروم ہے۔ چونکہ عیسائیت اور اسلام کا یہ ایک دلچسپ مقابلہ ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر مختصر تبصرہ کیا جائے۔

وحدانیت

کہا گیا ہے "سچے دین کا ایک رکن یہ ہے۔ کہ خدا واحد ہے۔ بتوں کی پرستش گناہ ہے۔ انسان کو لازم ہے۔ کہ صرف واحد خدا کی پرستش کرے"

اگر سچے مذہب کا پہلا رکن یہی ہے۔ اور جیسا کہ کہا گیا ہے یہی وہ بنیادی اصل ہے جس پر کسی مذہب کو کھڑا ہونا چاہیے تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ اس خصوص کے لحاظ سے عیسائیت ہرگز سچا دین نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عیسائیت ابن اور روح القدس کو الوہیت کا جامہ پہنا کر توحید باری تعالیٰ پر خطرناک حملہ کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ ایک خدا نہیں۔ بلکہ تین ہیں۔ باپ۔ بیٹا اور روح القدس۔ وہ اپنے ہر ماننے والے سے یہ امید رکھتی ہے۔ کہ وہ مسیح "ابن خدا" سے دعائیں مانگے۔ اسے "رب" اور خدا کا "اکلوتا" بیٹا کہکر پکارے۔ جب حالت یہ ہے۔ تو اپنے قائم کردہ اصل کے ماتحت عیسائیت سچا مذہب کیونکر کہلا سکتی ہے؟

بیشک عیسائی تین ایک اور ایک تین خدا ہونے کے قائل ہیں۔ اور بیشک ظاہراً وہ وحدت باریتعالیٰ کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت ان کا عقیدۂ تثلیث توحید کے سراسر خلاف ہے۔ پس اس پہلے رکن کے لحاظ سے صرف اسلام ہی سچا مذہب ٹھہرا۔ کیونکہ اسی نے ببانگ دہل کہا۔ لا الٰہ الا ھو۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلٰثۃ۔ جس کے متبع ہر نماز پر باواز بلند اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کا نعرۂ توحید بلند کرتے ہیں۔ جس کے ماننے والے کا آخری کلمہ بھی لا الٰہ الا اللّٰہ ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔ لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللّٰہ۔ پس صرف اسلام ہی توحید حقیقی کا نقشہ انسان کے سامنے رکھتا ہے۔

گناہوں سے پاک کرنا

دوسرا اصل ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے:۔

"سچے دین کا رکن ثانی یہ ہے۔ کہ انسان بذاتہٖ گنہگار ہے۔ اور اُسے گناہ سے پاک و صاف کئے جانے کی ضرورت ہے"

بے شک وہ مذہب جو اپنی سچائی کا دعویدار ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ گنہگاروں کو تسلی دے۔ اور انہیں گناہوں کی معافی کی امید دلائے۔ کیونکہ بہت سے انسان اپنی غفلت و نادانی اور بد صحبت کی وجہ سے گناہوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر بعد میں پشیمان ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ مذہب جو انسان کو خدا تک پہونچانے کا مدعی ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ گنہگاروں کو مایوس نہ کرے۔ بلکہ خدا کے دروازہ کو ان کے لئے کھلا ہوا بتائے۔ تا انسان امید اور یقین کے ساتھ اخلاص اور جوشِ محبت میں خدا تعالیٰ تک پہنچ سکیں۔ چنانچہ اسلام نے گناہوں کا علاج توبہ اور رجوع الی اللّٰہ تجویز کیا ہے۔ اسلام کہتا ہے۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ۔ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اے گنہگارو! خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ خدا سارے گناہوں کو بخش دیگا۔ بشرطیکہ تم اس کی طرف جھکو اور بشرطیکہ یہ پختہ عہد کرو۔ کہ آئندہ ایسے افعالِ شنیعہ کا ارتکاب نہیں کرینگے۔ پس اسلام گنہگار کو پاک و صاف کرنے کے لئے ہر وقت طیار ہے۔ مگر انجیل اس پہلو کے لحاظ سے بھی سخت ناقص ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔

"حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھکر گناہ کریں۔ تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے۔ جو مخالفوں کو کھالیگی۔" (عبرانیوں ۱۰ باب ۲۶)

ان الفاظ میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگر عیسائی کفارہ پر ایمان لانے اور عیسائیت میں داخل ہونے کے بعد بھی کسی گناہ کا ارتکاب کریں۔ تو ان کے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں۔ وہ خواہ کتنا ہی چیخیں۔ اور چلائیں۔ خدا ان کو ہرگز معاف نہیں کریگا۔ البتہ "عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے۔ جو مخالفوں کو کھالیگی۔"

پس یہ دوسرا رکن بھی صرف اسلام ہی کو سچا کرتا ہے۔ نہ کہ عیسائیت کو۔

نجات دلانیوالے کا وسیلہ

تیسرا رکن یہ پیش کیا گیا ہے۔ "سچے اسلام کا رکن ثالث یہ ہے۔ کہ صرف کسی بڑے نجات دہندہ ہی کے وسیلہ سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔"

بیشک یہ بھی صحیح ہے۔ ہمیں اسلام نے فی الحقیقت ایک ایسا ہی رفیع الشان نجات دہندہ بخشا ہے۔ جس نے کہا۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو۔ تو آؤ میرے پیچھے چلو۔ میرے وسیلہ اور ذریعہ سے خدا تمہیں اپنا محبوب و مقرب بنالیگا۔ پس اسلام تو اس رکن کو بھی پورا کرتا ہے۔ مگر عیسائیوں میں یہ بھی نہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح سے ایک عورت نے کچھ کہا۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا۔ "میرا پیالہ تو پیوگے لیکن اپنے داہنے بائیں کسی کو بٹھا دینا میرا کام نہیں۔" (متی ۲۰ باب ۲۳)

اور پھر کہا تو یہ گیا ہے۔ "ہمیں ایک ایسے نجات دہندہ کی ضرورت ہے جو شیطان سے زیادہ طاقتور اور زورآور ہو" مگر یسوع مسیح بروئے انجیل ایسا نجات دہندہ ہے جو چالیس روز بقول عیسائیان شیطان کے پیچھے چلتا رہا۔ مگر کشتیٔ اسلام کا ناخدا۔ محبوب اللّٰہ اور فخر انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وہ برگزیدہ رسول ہیں جنہوں نے فرمایا۔ میرا شیطان بھی میرا فرمانبردار ہے۔ وہ مجھے بدی کی کبھی تحریک نہیں کرتا۔ ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا۔

کفارہ کا غلط عقیدہ

چوتھا رکن یہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ "کفارہ کے بغیر نجات نہیں مل سکتی" یہ دراصل کسی مذہب کا رکن نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کا اختراعی عقیدہ ہے۔ اسلام کہتا ہے۔ اگر یہ کہو۔ کہ ہمارے گناہ زید یا بکر نے اٹھالئے۔ تو ایسا کہنا سراسر غلط ہے۔ "جو زہر کھائیگا۔ وہی مریگا۔" لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ گناہ دوسرے لوگ کریں۔ اور سزا یسوع مسیح کو ملے۔ لیکن اگر یہ کہو۔ کہ بدیوں کے بعد نیکیاں کرنے سے وہ نیکیاں پہلی بدیوں کا کفارہ ہو گئی ہیں۔ تو ایسا کفارہ قابل قبول ہے۔ ان الحسنٰت یذھبن السیّئات۔ پس جس کفارہ کی عیسائیت تعلیم دیتی ہے۔ اس سے اسلام بالکل خلاف ہے۔ اور حق بھی یہی ہے۔ کیونکہ کسی نے کبھی نہیں سُنا۔ کہ چوری زید کرے اور سزا بکر کو ملے۔ جس کا قصور ہو۔ ہمیشہ اسے ہی مستحقِ تعزیر سمجھا جاتا ہے پھر کس طرح تسلیم کرلیں۔ دنیا کے گناہوں کے بدلے ایک بیگناہ یسوع مسیح دار پر لٹکایا گیا۔

پانچواں اصل ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ "نجات ایمان کے وسیلہ سے ہوتی ہے" یہ بھی غلط۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے۔ کہ انجیل کے بھی خلاف ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ عیسائی مصنف اپنی کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ صرف ایمان کبھی نجات کا باعث نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکے ساتھ اعمال صالح نہ ہوں۔ خود انجیل میں لکھا ہے "اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں۔ مگر عمل نہ کرتا ہو۔ تو کیا فائدہ۔ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے۔ × × × اے نکمے آدمی کیا تو یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے" (یعقوب ۲ باب ۱۴) اسلام اعمال صالحہ کی بجاآوری ضروری قرار دیتا ہے۔ اس نے کہا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ خیال کئے بیٹھے ہیں۔ کہ صرف منہ سے ایمان کا دعویٰ ا…

کلجگ کا آغاز کب ہوا

(۲)

ہندوؤں کے اکثر پنڈت تو یہ کہتے ہیں۔ کہ کل یگ کے آغاز پر پانچ ہزار برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن پنڈت کلھن کی رائے الگ ہے۔ اور اسی کو پنڈت لیکھرام آنجہانی نے دوسرے پنڈتوں کے قول پر ترجیح دیکر پسند کیا ہے پنڈت کلھن راج ترنگنی (تاریخ کشمیر) میں لکھتا ہے۔ کلیگ کا آغاز یدھشٹر کی تخت نشینی سے ۶۶۳ برس پہلے ہوا۔ نہ کہ یدھشٹر کی تخت نشینی سے جسے قریباً پانچ ہزار سال ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ کسی یگ کا آغاز کسی عظیم الشان تاریخی انقلاب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ عام پنڈت تو کل یگ کا آغاز جنگ مہابھارت یا یدھشٹر کی تخت نشینی سے قرار دیتے ہیں۔ لیکن پنڈت کلھن کو عجیب سوجھی۔ کہ اس نے اٹکل پچو طریق پر کلیگ کا آغاز مہابھارت کی جنگ سے ۶۶۳ برس پیشتر قرار دے دیا۔ حالانکہ اس وقت کوئی تاریخی انقلاب ظہور میں نہیں آیا۔ پنڈت لیکھرام کی قوتِ فیصلہ پر افسوس ہے۔ کہ انہوں نے اوّل تو دوسرے پنڈتوں کا ہم آہنگ ہوکر کلیگ کے آغاز کا سال یدھشٹر کی تخت نشینی کے سال کو ہی قرار دیا۔ لیکن فوراً جب پنڈت کلھن کی غیر مستند تحریر انکو نظر پڑی۔ تو اپنی سابقہ غلطی کا اقرار کر کے لکھدیا۔ کل یگ کا آغاز یدھشٹر سے ۶۶۳ سال قبل ہوا تھا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ کسی پنڈت یا جوتشی کا قول بھی اس بارے میں سند نہیں۔ اور تمام جوتشیوں اور پنڈتوں کے اقوال ظنی ہیں۔ کوئی بھی حد یقین تک پہنچا ہوا نہیں۔ اِس لئے کوئی ہوشمند مورّخ کسی ایک قول کو مستند نہیں گردان سکتا۔ ان جوتشیوں کو سخت دھوکا لگا ہے۔ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ (گو پنڈت کلھن کا قول ان کے مخالف ہے) کہ کل یگ کا آغاز مسیح علیہ السلام سے ۳۰۰۰ سال پیشتر ہوا تھا۔ لیکن اگر بجائے اس کے وہ یُوں کہتے۔ کہ کل یگ کا آغاز یدھشٹر سے ۳۰۰۰ سال پیشتر ہوا۔ تو یہ بات الہامی کتابوں کے مطابق ہوتی۔ کیونکہ یدھشٹر سے ۳۰۰۰ سال پیشتر آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور یدھشٹر کا زمانہ آج سے ۵۰۰۰ سال پیشتر تھا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ آدم کی پیدائش پر اس وقت ۶۰۴۰ سال گذر چکے ہیں۔ اور ۱۸۹۱ء میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پورے چھ ہزار سال گذر چکے تھے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے کا اعلان کیا۔

ہندوؤں کے پاس چونکہ مدتِ دراز سے کوئی الہامی کتاب نہیں۔ اور نہ ڈھائی ہزار سال سے اس قوم میں کوئی نبی پیدا ہوا۔ اِس لئے ان میں معارفِ روحانیہ اور علوم صحیحہ کی سمجھ باقی نہیں رہی۔ نہ اصل وید ان کے پاس ہے۔ اور نہ اصل گیتا۔ اور نہ اور کسی نبی کی کوئی اصل کتاب۔ کل یگ کے آغاز کے متعلق انکو محض سُنی سُنائی زبانی روایت یاد رہی۔ مگر یہ یاد نہ رہا۔ کہ کس وقت سے اسے شمار کرنا چاہیئے حقیقت میں وہ آدم علیہ السلام کا نام بھی بھُول گئے۔ پھر ان کا زمانہ کیسے یاد رہتا۔ تب ان کے پنڈتوں نے علم جوتش کے ذریعہ اٹکل پچو قرار دیا۔ کہ کل یگ کا آغاز یدھشٹر کی تخت نشینی سے ہوا تھا۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی۔ کہ غریبوں کو یدھشٹر کی تخت نشینی کا صحیح سَن ہی معلوم نہیں۔ بڑے بڑے مورّخ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یدھشٹر کی تخت نشینی اور جنگ مہابھارت کا واقعہ مسیح سے ۱۰۰۰ سال پیشتر ہوا تھا۔ لیکن ہندو اس مقدمے میں بھی بلا کسی معتبر گواہوں کی شہادت کے یہ رَٹ لگائے جاتے ہیں۔ کہ مہابھارت کا واقعہ یا یدھشٹر کی تخت نشینی مسیح سے ۳۰۰۰ سال پیشتر تھی (دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۷)

اب اس بات کا بیان کرنا باقی ہے۔ کہ مسلمان کس بنا پر آدم علیہ السلام کے زمانے سے کلجگ کا شمار کرتے ہیں۔ سو واضح ہو۔ کہ آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا حدیثوں کی رُو سے اور بعض اولیا سابقہ کے مکاشفات کی بنا پر قربِ قیامت کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔ اور کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی علیہ الرحمتہ کا ایک مشہور کشف ہے۔ اس میں ہمارے آدمؑ کا پیدا ہونا جس کو ۶۰۴۰ سال کا عرصہ گذرا ہے۔ قربِ قیامت کی علامت بتلایا گیا ہے۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور بھی تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلّم طور پر قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ سب سے آخر میں دجال کا خروج اور مسیح موعودؑ کا ظہور قیامت کی زبردست نشانیاں ہیں۔ جن کو مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ غرضیکہ یہ بات مسلمانوں میں عام طور پر تسلیم شدہ ہے۔ کہ ہمارے آدم یعنی دَورِ موجودہ کے آدم جن کی پیدائش پر اس وقت ۶۰۴۰ سال گذر چکے ہیں۔ سب سے اول قربِ قیامت کی نشانی ہیں۔ اور چونکہ کل یگ کے معنے بھی ہلاکت کا دَور ہیں۔ یعنی وہ دَور جس کے آخر میں عالمگیر ہلاکت آنے والی ہے۔ اِس لئے بلاشُبہ یہ دَور جس کا آغاز آدمؑ کی پیدائش کے ساتھ ہوا۔ کل یگ ہے۔ اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔

شاید سوال کیا جائیگا۔ کس طرح معلوم ہُوا۔ کہ ۱۸۹۱ء میں چھٹا ہزار آدمؑ کی پیدائش سے ختم ہو گیا تھا۔ سو اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ ہمیں قرآن شریف کی سُورۃ والعصر کے اعداد سے وہ زمانہ معلوم ہوتا ہے۔ جو آدمؑ کی پیدائش سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش تک گذرا تھا۔ اور سورۃ مذکورۃ الصدر کے اعداد کو بحساب جمل جمع کرنے سے کل اعداد کا مجموعہ ۴۷۳۹ بنتا ہے۔ اس میں ۵۳ سال (از پیدائش آنحضرتؐ تا ہجرت) جمع کریں۔ تو ۴۷۹۲ بنتے ہیں۔ واقعہ ہجرت سے ۱۸۹۱ء تک ۱۳۰۸ سال ہوتے ہیں۔ پس ۴۷۹۲ میں ۱۳۰۸ سال جمع کریں۔ تو پورے ۶۱۰۰ سال بنتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا۔ کہ ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء میں پیدائش آدمؑ سے لیکر چھ ہزار سال گذر چکے تھے۔ اور آدم علیہ السلام کی پیدائش کل یگ کا آغاز ہے جس سے ہندو قوم بالکل بے خبر ہے۔ ہاں ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے آگے محبت اور پیار سے حقائق و معارف کا ذخیرہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ دیکھیں۔ کہ قرآن کریم نے دنیا پر کیسے کیسے احسانات علمی و عقلی و روحانی رنگ میں کئے ہیں۔ ولنعم ما قیل ؎

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُسپہ قرباں ہے

(نعمت اللہ خان گوہر۔ بی۔ اے)

ہندو راج کے منصوبے

ملک فضل حسین صاحب قادیان نے مندرجہ بالا نام سے درسی سائز کے دو سو صفحات کی ایک کتاب شائع کی ہے جس میں مستند حوالوں کے ذریعہ یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ہندو کب سے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنے کے منصوبے کر رہے ہے۔ اور ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کس قسم کی تیاریوں میں مصروف چلے آتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر خدانخواستہ ہندوستان میں ہندوؤں کی حکومت قائم ہو تو وہ دوسری اقوام اور خاص کر مسلمانوں کیساتھ اپنے دیرینہ ارادوں اور مذہبی احکام کے ماتحت کیا سلوک روا رکھیں گے۔

اسوقت جبکہ ہندو اپنا راج قائم کرنیکے انتہائی جدوجہد کر رہے ہیں اور اپنے آپکو اسکے لئے بالکل وقف کر چکے ہیں۔ اُن لوگوں کی آگاہی اور واقفیت کیلئے اس قسم کی کتاب کی بیحد ضرورت تھی۔ جو مسلمان کہلاتے ہوئے ہندوؤں کا آلہ کار بنے ہوئے اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی اور بربادی کے سامان مہیا کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں کھولنے اور دوسرے اصحاب کے معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی۔ قیمت چھ آنے ایک روپیہ کے تین نسخے ؛

نبوتِ محمدیہ کی حقانیت کا زندہ ثبوت

یہ قرآن کریم کا دوبارہ دنیا میں نازل ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے غیر مذاہب کے لوگ قرآن کریم کے خلاف جو کچھ کر رہے تھے۔ اور جس طرح اسے غیر الہامی اور نقائص سے پُر کتاب ثابت کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اسے جانے دیجئے۔ خود مسلمان قرآن کریم کے متعلق ایسے خیالات رکھتے تھے۔ جو اس کی شان کے سخت خلاف تھے۔ مثلاً

قرآن کے نامکمل ہونیکا خیال

مسلمانوں کا خیال تھا۔ کہ موجودہ قرآن مجید مکمل نہیں۔ بلکہ اس کے کچھ حصّے غائب ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل اور شواہد کے ساتھ اس غلطی کا بڑے زور سے استیصال کیا۔ اور فرمایا۔ یہ خیال بالکل باطل ہے قرآن مجید کا اپنا دعویٰ اس کے کامل ہونے پر موجود ہے۔ اگر یہ مکمل ہی نہیں۔ تو یہ دعویٰ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر قرآن کا کچھ حصّہ غائب ہوتا۔ تو ضروری تھا۔ کہ ہماری بعض روحانی ضروریات کا علاج قرآنِ مجید میں موجود نہ ہوتا۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں۔ دنیا کی ہر روحانی ضرورت کا سامان قرآن مجید میں موجود ہے۔ پھر ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ مکمل نہیں۔ پس قرآنِ مجید خود اس بات پر شاہد ہے۔ کہ وہ کامل ہے۔ کیونکہ جملہ روحانی ضروریات کے سامان جب اس میں موجود ہیں۔ تو وہ غیر مکمل کیونکر ٹھہرا؟

ناسخ و منسوخ

اسی طرح مسلمانوں میں سے ایک طبقہ اس بات کا قائل تھا۔ کہ قرآن مجید کے بعض حصے منسوخ ہیں۔ کچھ آیتیں ناسخ ہیں۔ اور کچھ منسوخ۔ مگر آپ نے بتلایا۔ کوئی بھی آیت ایسی نہیں۔ جو اس وقت قابلِ عمل نہ ہو۔ قرآنِ مجید کا ہر ایک جملہ قابلِ عمل ہے۔ وہ تو دائمی شریعت اور خدائے قادر و برتر کا تجویز کردہ قانون ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کے قانون میں سے ایک حصہ کو ہم چھوڑ دیں۔ اور دوسرے حصہ پر عمل کریں۔ پس سارا قرآن قابلِ عمل ہے۔ اور سارا قرآن ہی ابدی ہدایت نامہ ہے۔ نہ کوئی آیت ناسخ ہے نہ منسوخ۔ بلکہ سب دائمی شرعی احکام ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ان آیات کا تطابق نہایت لطیف اور مؤثر پیرایہ میں کر کے دکھایا۔ جن میں سے ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیا جاتا تھا۔ اور ثابت کر دیا۔ ناسخ منسوخ کے قائل ہونے کی وجہ محض یہ تھی۔ کہ ایسے لوگ ان آیات کو حل کرنے اور ان کے معارف سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتے تھے۔ اور اپنی نااہلیت کو چھپانے کے لئے انہوں نے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ ایجاد کر لیا۔ وگرنہ قرآن میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں۔ جو کسی دوسری آیت کے خلاف ہو۔ یا ان میں تضاد پایا جاتا ہو۔

قصص

اسی طرح مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے اس غلط فہمی میں بھی مبتلا رہے۔ کہ قرآنِ مجید میں محض عبرت اور نصیحت کے لئے سابق قصّے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ وگرنہ ان کا اور کوئی فائدہ نہیں۔ مگر اس غلطی کا بھی سب سے پہلے آپ نے تدارک کیا۔ اور فرمایا۔ یہ نظریہ بالکل ناقابلِ تسلیم ہے۔ قرآنِ مجید کا کوئی بھی بیان کردہ واقعہ ایسا نہیں۔ جو محض قصّے کہانی کے طور پر بیان کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس طرح خدا کی شانِ قدوسیت پر الزام عائد ہوگا۔ کہ وہ بھی محض قصے کہانیاں بیان کرتا ہے آپ نے بتلایا۔ قرآنِ مجید کا ہر واقعہ درحقیقت امّتِ مسلمہ کے لئے ایک پیشگوئی تھی۔ اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا۔ اگر فرعون کا ذکر کیا گیا۔ اگر حضرت یوسفؑ کا واقعہ بیان کیا گیا۔ تو یہ سب درحقیقت پیشگوئیاں تھیں۔ جنھوں نے امّتِ محمدیہ میں پورا ہونا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآنِ مجید مسلسل واقعات بیان نہیں کرتا۔ بلکہ منتخب ٹکڑوں کو بیان کرتا ہے پس وہ قصّے نہیں۔ بلکہ پیشگوئیاں ہیں۔ اور معمولی گذشتہ واقعات نہیں۔ بلکہ آیندہ زمانہ میں ہونے والے مہتم بالشان واقعات کی خبریں ہیں۔

حقایق قرآنی

اِسی طرح مسلمانوں کو ایک یہ غلطی بھی لگی ہوئی تھی۔ کہ قرآن مجید کے معارف اور حقایق۔ گذشتہ زمانہ کے لوگوں پر ختم ہو چکے ہیں۔ آج اگر کوئی نئی بات قرآنِ مجید سے بیان کی جائے گی۔ تو وہ غلط اور ناقابل تسلیم ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس غلطی کا بھی ازالہ کیا۔ اور فرمایا۔ قرآنِ مجید خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ اس کے معارف نہ صرف گذشتہ زمانہ کے لوگوں پر ختم نہیں ہوئے۔ بلکہ آیندہ بھی کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے۔ بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے۔ تا خدا تعالےٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو" (ازالہ اوہام)

چنانچہ آپ نے قرآن مجید میں سے ایسی بیسیوں پیشگوئیاں زمانۂ حال کے متعلق لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں۔ جن سے لوگوں کے کان اس سے پہلے بالکل ناآشنا تھے۔ مثلاً آپ نے واذا العشار عطّلت سے یہ پیشگوئی ثابت کی۔ کہ اس میں خدائے عالم الغیب نے آج سے صدہا برس پیشتر یہ خبر لوگوں کو دی تھی۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ جبکہ اونٹنیاں بیکار ہو جائینگی جس وقت قرآن مجید نے یہ خبر دی۔ اسوقت کسی انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ یہ اونٹ جو سواری اور قطع مسافت کے لئے نہایت فائدہ بخش اور انفع چیز ہیں۔ کسی زمانہ میں لوگ انہیں ترک کر دینگے۔ اور ان پر سواری کرنا تضیع اوقات سمجھینگے۔ مگر چونکہ اس کا بیان کرنے والا وہ خدا تھا۔ جو عالم الغیب ہے۔ اس لئے ہم نے دیکھا۔ دنیا میں وہ زمانہ آ گیا۔ جو روشنی اور ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایسی سواریاں پیدا کر دیں۔ جنکا لازمی نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں کی توجہ اونٹوں وغیرہ کی طرف سے ہٹ گئی۔ اور انہوں نے پہلے کی طرح ان پر سوار ہونا ترک کر دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واذا الوحوش حشرت سے یہ استدلال فرمایا۔ کہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ اُس زمانہ میں چڑیا گھر بنائے جائینگے۔ جہاں ہر قسم کے وحشی جانور اکٹھے ہونگے۔ واذا النفوس زوّجت میں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دیگا۔ جب دنیا ایک قبیلے کی مانند ہو جائے گی۔ باوجود مکانوں کی دُوری کے وہ آپس میں تعلق رکھ سکیں گے چنانچہ اس پیشگوئی کا ظہور بھی موجودہ زمانہ میں بڑے زور سے ہوا۔ جبکہ تار اور ٹیلیفون کی ایجاد ہوئی۔ انکے ذریعہ سے نہایت قلیل عرصہ میں ایک دور دراز فاصلے پر بیٹھا ہوا انسان دوسرے تک اپنے خیالات پہنچا سکتا۔ اپنی آواز سنا سکتا اور اسکی آواز سُن سکتا ہے۔ پس یہ اور اسی قسم دیگر بہت سی قرآن مجید میں سے پیشگوئیاں نکال کر آپ نے اپنے اس دعویٰ کو مدلل فرمایا۔ کہ قرآن مجید کے معارف زمانہ گذشتہ کے لوگوں پر ختم نہیں ہو چکے۔ بلکہ آج بھی اس سے حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ اور رہتی دنیا تک انکشافات ہوتی رہینگے۔

یہ ظہور تھا اس پیشگوئی کا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ کہ ایک زمانہ میں قرآن دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ مگر فارسی الاصل مسیح موعود اُسے دوبارہ دنیا میں واپس لائے گا۔

آپؑ کے ذریعہ فی الواقع قرآنِ مجید دوبارہ دنیا میں نازل ہوا۔ اور نبوت محمدیہ کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوئی اب بھی جو لوگ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر ہنسی اور تمسخر اڑاتے اور آپ کو رشی اور پیغمبر تسلیم نہیں کرتے۔ وہ

بتلائیں۔ کیا خدا کے نبی اور رشی کے بغیر بھی ایسی عظیم الشان پیشگوئیاں کوئی کر سکتا ہے جو اتنے لمبے عرصہ کے بعد ایسی صفائی اور عمدگی کے ساتھ پوری ہوں۔

اے دانشمند انسانو! سوچو اور غور کرو۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر نبوتِ محمدیہ کی حقانیت کا کوئی اور ثبوت ہوگا؟

کونسل آف سٹیٹ کی رکنیت کا انتخاب

خانبہادر چودھری محمد الدین یا نواب نثار علی خان قزلباش

مشرقی پنجاب کے حلقۂ نیابت سے کونسل آف سٹیٹ کی رکنیت کے لئے خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب وزیر مال ریاست مالیر کوٹلہ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے امرتسر سے جناب خواجہ غلام یٰسین صاحب رئیس امرتسر اور وزیر آباد سے جناب راجہ اکرام اللہ خان صاحب کھڑے ہوئے تھے۔ مگر ہر دو اصحاب نے اس مقابلہ میں کھڑا رہنا قومی اور ملکی مفاد کے خلاف سمجھا اور ان کی یہ قربانی ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائے گی۔ میں بلا خوف تردید کہتا ہوں۔ کہ خواجہ صاحب اپنی قابلیت اور تجربہ کے لحاظ سے ایک بہتر امیدوار تھے اور اسی طرح راجہ صاحب ہر طرح سزاوار تھے۔ کہ کونسل آف سٹیٹ میں مسلمانوں کے نمایندہ ہو کر جاتے۔ لیکن انہوں نے چوہدری صاحب کا جانا پسند کیا۔ چنانچہ جناب خواجہ غلام یٰسین صاحب کی طرف سے حسب ذیل اظہار تشکر کیا گیا ہے:۔

"جن احباب کرام کی تحریک پر میں کونسل آف سٹیٹ کے لئے بطور امیدوار کھڑا ہوا تھا۔ میں ان کا بہت شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے میری کامیابی کے لئے پوری جدّوجہد فرمائی ہے۔ چونکہ میری طبیعت علیل ہے۔ اور ڈاکٹر صاحبان نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کہ میں فی الحال اس جدوجہد سے مجتنب رہوں۔ جو الیکشن کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے میں اپنے مقتدر احباب کی خدمت میں اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں اپنے دوست خان بہادر چودھری محمد دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر و ریونیو منسٹر مالیر کوٹلہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ چوہدری صاحب موصوف بفضلہٖ تعالیٰ اس میں ہر طرح اہل اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوں گے"

خواجہ صاحب اور راجہ صاحب کے اس حکیمانہ اقدام کے بعد کسی اور مسلمان کو چودہری صاحب کے مقابلہ کے لئے کھڑا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن لاہور کے قزلباش خاندان کے نونہال نواب نثار علی خانصاحب کو بعض لوگوں نے اس میدان میں لا کھڑا کیا۔ اور انکی حمایت میں جو مکروہ اور گمراہ کن پراپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ اس کی مثال اخبار "زمیندار" کا ۱۷ اگست کا اشتہار ہے جس کی نسبت معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بتعداد کثیر مفت شائع کیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ زمیندار کے مالکان نے اسے مفت شائع نہیں کیا۔ بلکہ نواب صاحب ہی کی طرف سے یہ طریق اشاعت اختیار کیا گیا ہوگا۔ مجھے اس سے بحث نہیں۔ نواب صاحب اور ان کے رفقاء کار اپنے مقصد کے حصول کے لئے جو طریق چاہیں اختیار کریں۔ لیکن مسلمان پبلک سے یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ جس شخص کو اپنے ممدوح کی تائید کرتے ہوئے اپنا نام ظاہر کرنے کی بھی جرأت نہیں۔ اس کی رائے یا مشورہ کی جو قیمت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اگر زمیندار میں لکھنے والے صاحب اپنا نام شائع کرتے تو آسانی سے معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ آواز کس کوارٹر سے آئی ہے۔

پھر نواب صاحب اور ان کے مؤیدین کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ اپنے دعوے کے دلائل پیش کریں۔ مگر اخلاق اور تدبّر اسبات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ دوسروں پر حملہ کیا جائے۔ نواب صاحب کی قابلیت کی جو دلیل پیش کی گئی ہے۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ خود جناب نواب صاحب جوان صالح ہیں۔ اور انگلستان کی آزاد آب و ہوا میں سالہا سال تک تربیت پا چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ دی گئی ہے۔ کہ اُن کے خاندان نے پنجاب اور صوبہ متحدہ کے باشندوں اور بالخصوص اہل اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں" یہ دلیل تو بعینہ پدرم سلطان بود کی مصداق ہے۔ نواب صاحب کے خاندان نے اگر کوئی خدمات کی ہیں۔ تو ان کے صلہ میں نواب صاحب کو رائے دینے کا کوئی منطقی تعلق نہیں۔ خصوصاً جبکہ خود مضمون نگار صاحب کے نزدیک رائے دہندگی کا حق مقدس امانت ہے۔ اور اس حق کا استعمال کامل دیانت کے ساتھ کرنا لوگوں کے مذہبی۔ ملی اور اخلاقی فرائض میں داخل ہے۔ تو کیا خاندان کی خدمات اس مقدس امانت کو یونہی بے لینے کا حقدار بنا دیتی ہیں۔ بجائیکہ خدمات خاندانی کا سوال بھی معرض بحث میں آ سکتا ہو۔

نواب صاحب کی ذاتی قابلیت تو صرف اتنی ہے۔ کہ انہوں نے سالہا سال تک انگلستان کی آزاد آب و ہوا میں تربیت پائی ہے۔ کاش نواب صاحب کے گمنام حامی ان علمی فضیلتوں اور ڈگریوں کا ذکر کرتے۔ جو نواب صاحب نے انگلستان میں حاصل کی ہیں۔ ورنہ یہ فقرہ جو انہوں نے لکھا ہے۔ اس سے تو کسی قابلیت پر استشہاد نہیں ہو سکتا اور انگلستان کی آزاد آب و ہوا کی تربیت کونسل آف سٹیٹ کی قابلیت اور اہلیت پیدا نہیں کر دیتی۔

چودھری صاحب کی مخالفت میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہی انکی اہلیت اور قابلیت کی دلیل ہے۔ اگر چودہری صاحب اپنی قومی برادری کا ایک وسیع اور معزز صاحب الرائے اور مسلمہ سیاست دان طبقہ اور حلقہ رکھتے ہیں۔ اور نواب صاحب کی قومی برادری کا دائرہ نہایت ہی تنگ اور اس میں بھی ان کا جو مقام ہے۔ وہ پبلک کو معلوم نہیں۔ تو اس میں چودھری صاحب کا قصور کیا۔ ایسا شخص جس کی پنجاب چھوڑ سارے ہندوستان میں بھی برادری نہیں۔ ہرگز ہرگز ہندوستان کے کسی طبقہ کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ایسے رائے عامہ کی تائید حاصل نہیں۔ جاٹ ہندوستان کی زمیندار آبادی کا بہت بڑا عنصر ہے۔ بلکہ مجھے کہنے میں تامل نہیں۔ کہ وہ ہندوستانی زمینداروں کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس قوم کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ اس کے فرزند سیاست کے میدان میں نمایاں شہرت رکھتے ہیں۔ مَیں نہایت دیانتداری سے کہتا ہوں۔ کہ صرف اسی ایک معیار پر نواب نثار علی خان ہرگز نمائندگی کے قابل نہیں۔ کہ ایک تو ان کی برادری نہایت ہی محدود ہے۔ پھر اس برادری میں انہیں ایسا اثر حاصل نہیں۔ کہ انکی آواز پر سب لبیک کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

نواب صاحب کے نادان دوست (مضمون نگار) نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے۔ کہ چودھری صاحب کے بھائی اور بیٹے قادیانی ہیں۔ اس دلیل کے منطقی تعلق کو بھی نواب صاحب کا سیاست دان دماغ ہی سمجھ سکتا ہے۔ جو شخص اور جس کے حمایتی اس قسم کی ذہنیت رکھتے ہوں۔ وہ ہرگز کسی قوم اور طبقہ کے نمایندے نہیں ہو سکتے۔ جن کے سینوں میں ایسا زہریلا تعصب ہو۔ نواب نثار علی صاحب اور انکے مددگار یاد رکھیں۔ کہ کونسلوں میں ہرگز مذہبی عقائد پر بحث نہیں ہوگی۔ اور نہ اس کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اس قسم کی تنگدلی نہایت زبوں امر ہے۔ آخر خود نواب صاحب بنفس نفیس غالی شیعہ ہیں۔ تو کیا ایک سُنّی اور اہلحدیث کو عقیدہ کی بنا پر ان کی مخالفت ان کے مجوزہ اصول پر جائز ہوگی؟

یہ تنگدلی نواب صاحب اور انکے ایسے نادان دوستوں کا ہی حصہ ہو سکتی ہے۔ شیعہ حضرات پر اس کا اثر نہیں۔ بلکہ ان میں ایسے وسیع الحوصلہ لوگ ہیں۔ کہ وہ باوجود اختلاف عقیدہ کے بھی ملی کاموں میں پوری دیانت اور آزادی سے اظہار رائے کرتے ہیں۔ چنانچہ مجتہد العصر مولانا سید علی حائری صاحب نے نہایت خوشی کے ساتھ چوہدری محمد الدین صاحب کو ووٹ دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔

اور خود قزلباش فیملی کے واجب الاحترام بزرگ نواب محمد علی خانصاحب بھی اگر میں غلطی نہیں کرتا چوہدری صاحب ہی کے مؤیدین میں ہیں۔ اور انکو ہی اہل یقین کرتے ہیں۔

علامہ مجتہد العصر کی تحریر کے بعد میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس موضوع پر کچھ اور کہنے کی ضرورت ہے۔ رہا یہ امر کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے مریدوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ چوہدری صاحب کو ووٹ دیں۔ تو ایک منظم ایک تعلیم یافتہ ایک عملی جماعت اپنے ووٹوں کی قیمت اور اس کے صحیح استعمال کو جانتی ہے۔ اگر چوہدری صاحب کو ووٹ دے رہی ہے۔ تو انہیں اسکا اہل سمجھکر ووٹ دے رہی ہے۔ نواب صاحب میں جب ایسی قابلیت پیدا ہو جائے گی۔ تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کو بہت فیاض اور وسیع الحوصلہ پائینگے۔ وہ انکی تائید کرنے میں کبھی دریغ نہ کرینگے۔ مگر اس مقابلہ میں وہ اسکے اہل نہیں کہ احمدی جماعت اپنے ووٹوں کو عملاً ضائع کرے۔ وہ ووٹ اسی شخص کو دیگی۔ جو اسکا حقدار ہے۔ آگے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون کامیاب ہوگا۔

چوہدری محمد دین صاحب کے متعلق ایک بات یہ کہی گئی ہے۔ کہ وہ پنشنر ہیں اور بوڑھے ہیں۔ چوہدری صاحب ایسے جوان ہمت اور صاحب عزم ہیں۔ کہ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ نواب صاحب چوہدری صاحب کے ساتھ جفاکشی اور محنت کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے۔ چوہدری صاحب اسوقت تک لگاتار اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔ انہوں نے اسی عمر میں تنہا یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی ہے۔ اور یورپ کے مدبروں سے انہیں تبادلہ خیالات کا پورا موقعہ ملا ہے۔ اپنی سروس میں وہ ہمیشہ نیک نام اور دیانتدار ثابت ہوئے ہیں۔ خود زمیندار اور مہتمم بندوبست رہنے کی وجہ سے وہ پنجاب کی زمیندار آبادی کی ضروریات انکے حالات اور انکے ترفع کی تدابیر سے خوب واقف ہیں۔ پنجاب کی مختلف ریاستوں میں ذمہ واری کے عہدوں پر مامور رہنے کے باعث وہ ریاستی سیاسیات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنری سے ریٹائر ہونے کے لحاظ سے وہ انتظامی مشکلات اور پبلک کے جذبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ سرحدی معاملات کے متعلق انکی رائے ایک ماہر خصوصی کی رائے سمجھی گئی ہے۔ پنجاب کے ایک مشہور لفٹنٹ گورنر نے اپنی ایک تصنیف میں سرحدی معاملات میں انکی رائے کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

نواب نثار علی خانصاحب کے نادان دوست نے ایک خطرناک حملہ اپنے ووٹروں کی دیانت اور رائے پر کیا ہے۔ کہ انہیں سے اکثر نے کہا ہے۔ کہ ہم نے چوہدری صاحب کے محضر نامے پر دستخط نہیں کئے۔ اور ہم نواب نثار علیخان صاحب کو ووٹ دیں گے۔ کسی شریف اور معزز مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ اپنے وعدوں کا ایفاء نہ کرے۔ میں اس الزام کو سراسر لغو سمجھتا ہوں۔ خان بہادر چوہدری نعمت اللہ خانصاحب آنریری مجسٹریٹ اور نے صحیح مطالبہ کیا ہے۔ کہ ان لوگوں کے نام شائع کرو۔ میں کونسل آف سٹیٹ کے ووٹروں کے متعلق اس قسم کے الفاظ کہنا انکی سخت توہین سمجھتا ہوں۔ اور میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ کیوں ایسی جسارت کی گئی ہے۔

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال

سلسلہ عالیہ کے مشہور عالم اور محدث جناب قاضی سید امیر حسین صاحب کا مورخہ ۲۴ اگست عصر کے وقت انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے آتھم کے مباحثہ کے دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر امرتسر میں بیعت کی تھی۔ آپ بھیرہ ضلع شاہپور کے رہنے والے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے۔ یعنی حضرت کی بھانجی کا آپ سے نکاح ہوا تھا۔ آپ نے علوم عربیہ کی تحصیل دلی و ہندوستان کے مختلف مقامات پر کی تھی۔ علم حدیث مشہور محدث مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری سے حاصل کیا تھا۔ بیعت کے بعد جب مخالفت کی وجہ سے سلسلہ ملازمت امرتسر سے منقطع ہو گیا۔ تو قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے۔ پہلے تعلیم الاسلام میں پھر مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے تھے۔ اب چند سال سے پنشن پر سبکدوش ہو چکے تھے۔ آپ کی عمر اسّی سال کے قریب تھی۔ قویٰ نہایت اعلےٰ قد لمبا۔ شکل وجیہہ۔ بارعب شخص تھے۔ پشت کی طرف سے ہیئت اور چال حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بہت ملتی تھی۔ طبیعت جلالی تھی۔ مگر حق معلوم ہونے پر فوراً غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ کلمۂ حق کہنے میں کسی کا ناجائز لحاظ نہ تھا۔ اپنے فرائض کی ادائگی میں وقت کے نہایت پابند تھے۔ مجلس معتمدین کے بھی کئی سال ممبر رہے۔ اور آخر تک مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔ ہر اجلاس میں باقاعدہ وقت پر آتے۔ اور خیر خواہی سے جو مناسب سمجھتے مشورہ دیتے۔ آپ کو علم حدیث میں بالخصوص طولیٰ حاصل تھا۔ قرآن مجید کے علوم سے بھی خاص شغف تھا۔ آپ کی طبیعت مجتہدانہ تھی۔ قرآن وحدیث کے کئی مقامات میں متفردانہ رائے رکھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا۔ کہ بیت المقدس کی طرف کبھی مسلمانوں کا قبلہ نہیں ہوا۔ بیویوں کی تعداد بجائے چار کے نو تک جائز سمجھتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مفتی بھی تھے۔ باوجود پنشن لینے کے آخری وقت تک بخاری اور مسلم کا سبق مختلف طلباء کو دیتے رہے۔ آپ نہایت متقی اور عالم باعمل تھے۔ علاوہ علوم دینی کے دنیوی امور میں بھی آپ کو کافی تجربہ تھا۔ بیع وشریٰ کے معاملہ میں مہارت رکھتے تھے۔ اپنی تنخواہ سے بچا کر مکان بھی قادیان میں بنوایا۔ غالباً کچھ زمین بھی خرید کی تھی۔ آپ نے متعدد نکاح کئے۔ مگر خدائی حکمت ہے۔ کہ بچے آپ کے بہت فوت ہوئے۔ اس وقت مرحوم کی ایک بیوہ اور پانچ بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا متکفل ہو۔ باوجود جلالی طبیعت کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور نہایت ادب کے مقام پر رہتے۔ آپ کی طبیعت میں رقت بہت تھی۔ وعظ و تذکرہ وخطبوں میں عموماً رقت ضبط پر غالب آ جاتی تھی۔ آپ ۲۴ اگست فوت ہوئے۔ ۲۵ کو ایک بہت بڑے مجمع نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور آپ بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ خدا تعالیٰ آپکی مغفرت فرمائے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (سید محمد اسحٰق)

افسوسناک وفات

۲۳ اگست کو طویل اور شدید علالت کے بعد برادرم مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ فلسطین وشام کے برادر اکبر میاں بشیر احمد صاحب نے جو ابھی نوجوان ہی تھے۔ نور ہسپتال قادیان میں چار پانچ یوم زیر علاج رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکی اس جوانا مرگ وفات کی وجہ سے جو صدمہ برادر مکرم مولوی جلال الدین صاحب کو خبر پہنچنے پر ہوگا۔ یا مرحوم کے والدین کو ہوا ہے۔ میں انہیں اپنی طرف سے اور نیز تمام کارکنان نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے مولوی صاحب موصوف اور انکے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اسکے بچوں کا حافظ وناصر ہو۔ اور اسکے اعزا اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ مولوی صاحب سے اخلاص ومحبت رکھنے والے احباب اظہار ہمدردی کے لئے ان سے اس پتہ پر خط وکتابت فرمائیں۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی۔ المدرسۃ الجمالیہ طریق الناصرہ نمبر ۸ حیفا (فلسطین) لفافہ کا محصولڈاک تین آنے ہے۔ (ناظر دعوۃ)

کیا آئندہ ششماہی وی پی ہوا کریں

الفضل کے وی پی کی واپسی بصیغۂ انکاری سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے احباب دس روپے یکدم نہیں دے سکتے۔ تو کیا ہم ہر چھ ماہ کے بعد وی پی کر لیا کریں؟ اگر اس طرح خریداران الفضل کو سہولت میسر ہو سکتی ہے۔ تو ہم ان کی خاطر اپنے سٹاف کا کام زیادہ کرنے کے لئے بخوشی حاضر ہیں۔

احباب اپنی اپنی آراء سے مطلع فرمائیں جس طرح بریہ قیمت ادا کر سکیں۔ اسیطرح کر لیا جائیگا۔ یہ امر مد نظر رہے کہ ہر وی پی پر ۴/ (فیس رجسٹری وفیس منی آرڈر) کے زائد خرچ ہوں گے۔

(مینیجر الفضل)

آخر میں مجھے نواب صاحب اور انکے رفقاء کار سے یہ کہنا ہے۔ کہ اس قسم کے پراپیگنڈہ سے انہیں احتراز کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہر شخص منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم رکھتا ہے۔ مسلمانوں کی فلاح اور بہبود کا اگر آپکو دعوٰی ہے۔ تو اسکا ثبوت اس عمل سے دو کہ اس میدان سے ہٹ جاؤ کیونکہ ابھی آپ اسکے اہل نہیں۔ قومی خدمت ایک قربانی چاہتی ہے۔ جس کیلئے بہت بڑی ہمت اور تجربہ کی ضرورت ہے۔ چوہدری محمد الدین صاحب جیسے فرزانوں کے وقت کو غنیمت سمجھو اور انکو ملی خدمت میں مدد دو۔ کہ سعادتمندی اسی میں ہے

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند ✽ جوانان سعادت مند پند پیر دانا را ✽ (خادم ملت خاکسار عرفانی (جرنلسٹ) سیاح یورپ و بلاد اسلامیہ)

تفسیر القرآن حضرت خلیفۃ المسیح چھپ رہی ہے

احباب فوری توجہ فرمائیں

احباب کرام تک کئی مرتبہ یہ مژدہ پہونچایا جا چکا ہے۔ کہ وہ تفسیر القرآن جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ تصنیف فرما رہے تھے۔ چھپ رہی ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ پانچ پاروں یعنی سورۂ یونس سے لیکر سورۂ کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہوگی۔ صفحات کا اندازہ ۸۰۰ سے لیکر ۔۔۔ تک کیا گیا ہے۔ قیمت غالباً ساڑھے پانچ روپے سے چھ روپے تک ہوگی۔ پیشگی قیمت ادا کرنے والے احباب سے پونے پانچ روپے وصول کی جائے گی۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

جن احباب نے میرے اعلانات پر توجہ فرما کر رقوم ارسال کی ہیں۔ ان کا شکریہ ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس خزانہ حقایق و معارف کی طرف دوسرے احباب کو بھی توجہ دلائیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب اس اشتہار کے مطالعہ پر فوری توجہ فرما کر ممنون فرمائینگے۔

تمام روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنا چاہیئے ؛

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

وصیتیں

نمبر ۳۱۰۳ :- میں مسماۃ اقبال بیگم زوجہ بابو محمد سعید عمر ۲۵ برس تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ جنوری ۳۰ئ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ (۳) میری جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات قیمتی تقریباً ۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ جس میں پانصد روپیہ مہر بھی شامل ہے۔ العبد:- اقبال بیگم موصیہ۔ گواہ شد:- محمد سعید خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- محمد عبد اللہ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ نوشہرہ حال وارد قادیان ؛

نمبر ۳۲۵۲ :- میں رحیم بی بی زوجہ خواجہ محمد شریف قوم احمدی عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنجاہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ر مئی ۳۰ئ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد اس وقت مبلغ ۔۔۔ روپیہ ہے۔ اس میں سے مبلغ ۔۔۔ روپیہ کا زیور مہر میں سے مجھے خاوند نے دیدیا ہے۔ باقی میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ العبد:- رحیم بی بی بقلم خود۔ گواہ شد:- محبوب عالم خالد جامعہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:- خواجہ محمد شریف خاوند موصیہ ؛

فرمائشیں جلد بھیجیں۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا

رسالہ

ہندو راج کے منصوبے

اپنے موضوع پر بے نظیر تصنیف ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کے مضامین سے مسلمانوں کو ضرور واقف کرائیں۔ تا کہ وہ کانگریس اور ہندو سبھا کے تباہ کن اثرات سے بچ جائیں۔ اس کتاب پر بزرگان سلسلہ نے جن شاندار لفظوں میں ریویو کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ پہلے نقل ہو چکے ہیں۔ دو اور درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

میاں فضل حسین صاحب کی جدید تصنیف "ہندو راج کے منصوبے" میں نے بعض مقامات سے مطالعہ کی ہے۔ ہندوستان کی موجودہ مذہبی اور سیاسی فضا اور بین الاقوام تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی سے زیادہ سامان موجود ہے۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے۔ کہ اس کی قیمت بھی بہت واجبی رکھی گئی ہے۔ امید ہے۔ احباب اس مفید اور قابل قدر تصنیف کی اشاعت میں پوری پوری سعی فرمائیں گے۔

حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

میں نے جناب ملک فضل حسین صاحب کی کتاب "ہندو راج کے منصوبے" اول سے لیکر آخر تک بہت توجہ اور غور سے پڑھی ہے۔ میں اس کے پڑھتے ہوئے ملک صاحب کے لئے بڑے طبعی جذبہ سے دعا کرتا رہا ہوں۔ کیونکہ اسکے صفحے صفحے بلکہ فقرے فقرے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بڑی محنت۔ جانفشانی سے اس کا مواد انہوں نے جمع کیا ہے۔ اور جو دعویٰ کیا ہے۔ اس کیلئے دلائل اور ثبوت پیش کئے ہیں۔ اور نہایت معقول اور لاجواب اور ناقابل تردید ثبوت اور دلائل پیش کئے ہیں۔ اور اس موضوع میں اس قدر معلومات اور پھر صحیح اور نادر اور نایاب معلومات کا ایک خزانہ جمع کر دیا ہے۔ اب دعا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ ان کو ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر اس کے دوسرے حصہ کی تصنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کتاب تو آپ نے ایسی لکھی ہے۔ کہ دل یہی چاہتا ہے۔ اور یہی فی الواقعہ ضروری ہے۔ کہ کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں پہونچ جائے پس جہانتک ہو سکے اس کی توسیع اشاعت میں سعی بلیغ کی جائے۔"

دوستوں کو چاہیئے۔ کہ باہمی مشورہ کرکے زیادہ سے زیادہ تعداد کی فرمائش بھیجیں۔ تا کہ رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی نسخہ ۶/ ایک روپیہ کے تین سات روپے کے پچیس ۲۵ ساڑھے بارہ روپے کی پچاس۔ اور سنو کی قیمت بیس روپے ملنے کا پتہ۔ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔
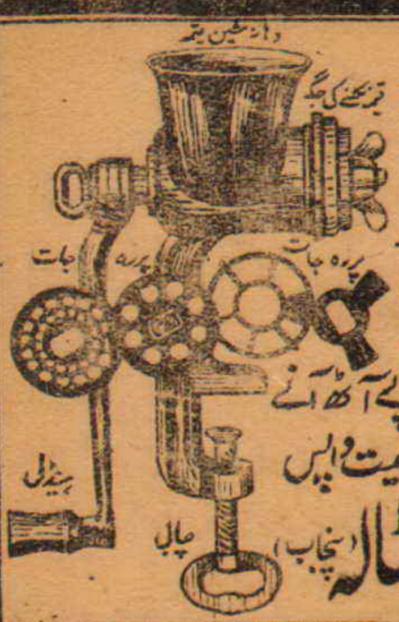
آم اور لیچیوں کی شاداب اور سندی قلمیں

شائقین باغات توجہ فرمائیں

قلم ام سفیدا۔ لنگڑا۔ کیمی۔ بیبی۔ زعفرانی۔ فجری۔ مہاراج پسند۔ کافور دو ماہ۔ اکبر پسند وغیرہ۔ قلم گلابی لیچیاں اصلی اور سندی مشہور مظفر پوری۔ مضبوط اور جاندار فیدرجن یکسالہ (۱۲ ؏) سہ سالہ (۳۰ ؏) پنج سالہ (۲۵ ؏) اخراجات بذمہ خریدار۔ قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔ مکمل فہرست قلم ہر اقسام و دیگر پودجات ار کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

سپرنٹنڈنٹ نواب گارڈن نمبر ۵۴۔ دربھنگہ (بہار)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بینظیر تحفہ

رجسٹرڈ سرمہ نور

چھ ماشہ ایک روپیہ — فی تولہ دو روپے

حضرت خلیفۃ اول کا نسخہ ہے اور واقعی اسم بامسمّٰی ہے جو متواتر تیس سال سے صداقت کی شہرت حاصل کر رہا ہے

دھند۔ غبار ضعف۔ ناخنہ۔ گوہانجنی۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی نئی و پرانی لکرے۔ خارش جلن۔ پانی بہنا۔ رتوندہ پپوٹوں کی سرخی اور بھاری پن بال

غرض کل امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

اطبّا اور ڈاکٹر سرمہ نور استعمال کر رہے ہیں

ڈاکٹر مظہر حسین صاحب انباوی پروپرائیٹر سید میڈیکل ہال تحریر فرماتے ہیں۔ آپکا سرمہ نور بہت مریضوں پر استعمال کرایا واقع میں مفید ثابت ہوا ہے۔ ناخونہ تک اس کے استعمال سے اُڑ گئے۔ ککروں اور دیگر امراض چشم کے لئے ازحد مفید ہے مہربانی کر کے رعائتی قیمت پر پانچ تولہ سرمہ نور ارسال کر دیں۔

ملنے کا پتہ: شفاخانہ رفیق حیات قادیان (پنجاب)

دارالامان میں رہائش کا ایک نادر موقعہ

دارالامان کے ایک دفتر میں کلرک کی ایک عارضی آسامی خالی ہے۔ جس کے مستقل ہو جانے کی امید ہے۔

تنخواہ فی الحال پچیس روپے ماہوار ہوگی۔ مستقل ہو جانے پر تنخواہ کا گریڈ ۲۶-۱-۳۵ ہوگا۔ جو صاحب قادیان میں رہائش کے خواہشمند ہوں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر عرضیاں ارسال فرمائیں۔ جو زیادہ سے زیادہ ۳۱ اگست تک پہونچ جانی چاہیئیں۔

درخواست کنندگان انٹرنس پاس ہوں۔ عمر چوبیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ عرضی اپنے ہاتھ سے انگریزی میں لکھکر ارسال فرمائیں کسی سرکاری دفتر میں کام کا تجربہ رکھنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

مخلص احمدی ہونے کا سرٹیفکیٹ مقامی پریزیڈنٹ یا امیر جماعت سے عرضی کے ہمراہ آنا ضروری ہے۔

ایڈریس:۔ پریزیڈنٹ پرچیز کمیٹی۔ سنٹرل دفاتر۔ صدر انجمن احمدیہ معرفت جناب ناظر صاحب اعلیٰ۔ قادیان۔

ضرورت مدرس

مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کیلئے دو ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ ایک ایف۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اور دوسرا جے۔ وی۔

خواہشمند احباب اپنی اپنی درخواستیں معہ سفارش مقامی امیر یا سیکرٹری جماعت براہ راست چوہدری رحمت خان صاحب سیکرٹری ایجوکیشنل بورڈ گھٹیالیاں انکا نہ چندر کے جاں کے پاس بھیجکر تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ کر لیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

—— سائمن رپورٹ کے متعلق حکومت پنجاب کے ارکان نے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں حکومت کی طرف سے کونسل میں مسلمانوں کی نیابت ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی تعداد سے بقدر دو کے زائد رکھی ہے۔ ہائی کورٹ پر مقامی حکومت کا مالی اور انتظامی اقتدار ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے مرکزی حکومت کے ماتحت رکھنے کی مخالفت کی ہے۔ مسلمان ممبروں نے مسلمانان پنجاب کو آبادی کے تناسب سے نیابت کی تجویز پیش کی ہے۔ اور ہائی کورٹ کو مقامی حکومت کے ماتحت قرار دیا ہے۔ ہندو اور سکھ ممبروں نے سرکاری اور مسلمان ممبروں کی ہر تجویز کی مخالفت کی ہے۔ اور سارا زور مرکزی حکومت کو زیادہ اختیارات دینے پر صرف کیا ہے

—— امرتسر۔ اس ہنگامہ کے بعد جس میں پولیس کی لاٹھیوں سے کئی سو لوگوں کے زخمی ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ کانگریس کے والنٹیروں کو چار ٹرنک اور نیشنل بنک کے گودام سے بدیشی کپڑا لے جانے میں مزاحم ہونے پر پولیس نے لاٹھیوں سے منتشر کیا۔ چار اشخاص زیادہ زخمی ہوئے۔

—— صورت حالات کے کسی قدر رو براہ ہونے پر برطانوی افواج کو پشاور شہر سے ہٹا لیا گیا ہے۔

—— شملہ ۲۴ ر اگست۔ سرحد میں خرلاچی کی طرف خطرہ بڑھ رہا ہے۔ ۲۲ ر اگست چار سو کے قریب مخالفین نے خرلاچی کے گاؤں کی طرف پیش قدمی کی۔ لیکن دیہاتیوں کے مقابلہ اور خرلاچی چوکی کے ملیشیا کی گولہ باری نے انہیں روک دیا۔ ۲۳ ر کی صبح کو کرم کی ملیشیا پر سخت گولہ باری کی گئی۔ اسی دن خرلاچی پر گولہ باری ہوئی۔

—— بنگال کونسل نے بنگال کریمنل اینڈمنٹ بل جو ہوم ممبر نے پیش کیا تھا۔ پاس کر دیا ہے۔ اس کی رو سے اگزیکٹو افسروں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ جس شخص کو چاہیں گرفتار کر کے بلا سماعت مقدمہ پانچ سال تک نظر بند رکھیں۔ ۱۵ کے مقابلہ میں ۸۱ ووٹوں نے بل کی تائید کی۔

—— پیرس کی پولیس نے ایک پادری کو اس الزام میں گرفتار کیا۔ کہ اس نے مخرب اخلاق اشتہار جو ایک فلم کے متعلق تھے۔ دیواروں سے پھاڑ دیئے۔

—— یو۔ پی میں پٹیل کمیٹی کی رپورٹ جو فسادات کانپور کے متعلق تھی۔ ضبط کر لی گئی ہے۔

—— ماسکو میں بولشویک افسروں نے ۹ اشخاص کو چاندی اور سونے کے غیر ملکی سکے کثیر تعداد میں جمع کرنے اور حکومت کے خلاف افواہیں پھیلانے کے جرم میں گولی مار دی ٭ گویا بولشویک خود تو حکومتوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔

—— کانپور کے جوائنٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ حکم صادر کیا ہے۔ کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر کانگریس آشرم دو ماہ کے لئے بند کر دیا جائے۔ کیونکہ آشرم کے والنٹیر شراب۔ بدیشی کپڑا وغیرہ بیچنے والوں میں دہشت پیدا کر رہے ہیں۔ جس سے امن عامہ کو خطرہ ہے ٭

—— ناگپور کی خبر ہے۔ کہ پولیس کی ایک چھوٹی سی جمعیت پر جو گجن گونڈ کے جنگلات کے خلاف ستیہ گرہ کرنے والوں کو گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ کئی سو گونڈوں نے حملہ کر دیا جس سے پولیس کے کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ اور ایک لاپتہ ہے۔ سرکل انسپکٹر کو پیٹا گیا۔ اور سخت زخمی کیا گیا۔ آخر فائر کرنے پر حملہ آور منتشر ہوئے۔ مگر پھر بھاری تعداد میں لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ یہ عدم تشدد کا عہد کرنے والوں کا حال ہے ٭

—— دہلی کے ہندو اخبار ہندوستان ٹائمز نے پانچ ہزار کی ضمانت ضبط ہو جانے کے بعد دس ہزار کی ضمانت داخل کر دی ہے ٭

—— پنڈت موتی لال نہرو کی علالت تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ انہیں تھوک کے ساتھ خون آ رہا ہے۔ حکومت ان کے علاج کے لئے ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچا رہی ہے۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے ملزم مسٹر دت نے جیل میں فاقہ کشی کر رکھی ہے۔ اب اس کی حالت زیادہ نازک ہو رہی ہے

—— دہلی کی ان ہندو خواتین کو جن میں شردھانند جی کی لڑکی بھی شامل ہیں۔ پکٹنگ کرنے کے جرم میں تین تین ماہ کی قید محض اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدم ادائگی جرمانہ کی صورت میں ڈیڑھ ڈیڑھ ماہ مزید قید بھگتنی ہو گی۔

—— پائنیر نے مسٹر چرچل کے ہندوستان کے متعلق خیالات پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس قماش کے لوگوں کو گول میز کانفرنس میں نمائندہ کے طور پر نہ لیا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ ہندوستان کے مسائل سمجھنے کے ناقابل ہیں ٭

—— امسال روئی اور گندم کے نرخوں میں جو کمی واقعہ ہوئی ہے۔ اس کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ پنجاب کے زمینداروں کو ۳۰ کروڑ روپیہ کا نقصان ہو گا۔ اور چونکہ پنجاب میں زیادہ تر زمیندار مسلمان ہیں۔ اس لئے اس نقصان میں ان کا بہت زیادہ حصہ ہو گا۔

—— گجرات سپیشل جیل کے سپرنٹنڈنٹ جیل خان بہادر راجہ محمد اکرم کو سیالکوٹ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی بجائے لالہ بلونت رائے کو لگایا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ راجہ صاحب قیدیوں میں بہت ہر دلعزیز تھے۔

—— مسٹر یان محمد ابا ہلہ پر فحش نویسی کے الزام میں جو مقدمہ حکومت کی طرف سے دائر ہے۔ اس کے متعلق انہوں نے ہائی کورٹ میں درخواست دے رکھی تھی۔ کہ ضلع گورداسپور سے کسی اور ضلع میں منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ ضلع گورداسپور میں انہیں جان کا خطرہ ہے۔ اس درخواست کی سماعت جسٹس آغا حیدر نے کی۔ درخواست مسترد کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ضلع گورداسپور کے حکام کو توجہ کرنی چاہئے۔ کہ ملزمین کو صفائی پیش کرنے کے موقعہ پر مخالف پارٹی کی طرف سے کوئی گزند نہ پہونچے۔ اس مقدمہ کی پیشی ۲۸ ر اگست بعدالت دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ہو گی۔

—— کلکتہ ۲۵ ر اگست۔ آج صبح جبکہ پولیس کمشنر سر چارلس اپنے دفتر کو جا رہے تھے۔ راستہ میں دو بم پھٹے۔ حملہ آوروں میں سے ایک کو سخت ضربات آئیں۔ سر چارلس کی موٹر کو نقصان پہونچا۔ اور ڈرائیور زخمی ہو گیا۔

—— لندن میں جشن آزادی افغانستان کی سالگرہ دھوم دھام سے منائی گئی۔ ریوٹر کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں سردار شاہ ولی خان سفیر متعینہ لندن نے برطانیہ اور افغانستان کے گہرے دوستانہ تعلقات پر اظہار خوشنودی کیا ٭

—— مسٹر جیاکر اور ڈاکٹر سپرو شملہ پہونچ کر وائسرائے سے صلح کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ اس گفتگو کے جاری رہنے سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کانگریسی صلح کو ممکن بنانے کے حق میں رویہ رکھتے ہیں ٭

—— شاہ کابل کا جشن تخت نشینی ۸ تا ۱۵ ر اکتوبر کابل میں منایا جائے گا ٭

—— اخبار زمیندار۔ الجمعیتہ۔ حقیقت وغیرہ جنہوں نے ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب کے خلاف ان کی ایک تصنیف کی آڑ میں ہتک آمیز مضمون شایع کیا تھا۔ انہیں نوٹس دے دیا گیا ہے۔ وہ معافی مانگیں۔ ورنہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی۔ بہتر ہو۔ کہ معافی مانگ لی جائے۔ تاکہ دو مسلمان فریقوں میں کشمکش اور نہ بڑھے ٭

—— "مارننگ پوسٹ" کو اس کے نامہ نگار مقیم شملہ نے اطلاع دی ہے۔ کہ وائسرائے سول نافرمانی کو غیر مشروط طور پر بند کر دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ گاندھی جی کے مکتوب میں غیر مشروط طور پر سول نافرمانی کی مہم بند کرنے پر رضامندی ظاہر نہیں کی گئی۔ جبتک کانگریس اس امر پر متفق نہیں ہوتی۔ حکومت شرائط پر بحث نہیں کر سکتی

دہلی ۲۵ ر اگست۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کو صوبہ دہلی میں مجلس خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے ٭

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)